بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

جنازے میں شرکت کرنا فی نفسہ فرض کفایہ ہے، لیکن فاتحہ کے لئے اجتماعی طور پر ترتیب بنانا یا اس کا التزام کرنا یا اس کو ضروری سمجھنا درست نہیں، بالخصوص مروجہ اجتماعی فاتحہ خوانی متعدد مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی سہولت اور استطاعت کے مطابق جب چاہے اپنے مقام پر رہتے ہوئے جتنا قرآن پاک کی تلاوت کر سکے، تلاوت کرکے اس کا ثواب میت کی روح کو بخش دے، اور اگر فاتحہ سے مراد تعزیت ہے تو اس کے متعلق سابقہ فتویٰ میں جو حکم بتایا گیا ہے وہی اصل حکم شرعی ہے اسی پر عمل کیا جائے اور اجتماعی نظام کے بجائے انفرادی طور پر انتظام کرنا چاہئے، سوال میں جو وقف کا طریقہ ذکر کیا گیا ہے، اس میں بھی خرابی موجود ہے، اس لئے کہ وقف کو بعینہ محفوظ رکھنا لازم ہے جبکہ مذکورہ طریقہ میں وقف کردہ پیسوں کو خرچ کیا جاتا ہے، اور وقف کی رقم کو ختم کرنا جائز نہیں۔

تاہم اگر جنازے میں شرکت کے لئے آسانی اور سہولت کے خاطر صرف جائز انتظام کیا جائے تو ایسی صورت میں مندرجہ ذیل شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے وقف شدہ چندے کا نظام بنایا جا سکتا ہے:۔

(۱)۔ جو حضرات اور ملازمین اس نظام بنانے کے خواہش مند ہیں، وہ شروع میں متعین رقم باقاعدہ وقف کریں، اور اس رقم کو خرچ نہ کیا جائے، بلکہ ہمیشہ باقی رکھا جائے، کیونکہ وقف شدہ چیز یا رقم کو محفوظ رکھنا لازم ہے۔

وفی فتاوی الناطفی... یجوز وقف الدراهم... کیف یصنع بالدراهم قال یدفعها مضاربة ویتصدق بالفضل ۔(اسعاف)

(۲)۔ متعین رقم وقف ہو جانے کے بعد ملازمین جو چندہ دیں وہ وقف نہ کیا جائے، بلکہ اسے وقف کی ملکیت قرار دیا جائے، یعنی وہ مملوک وقف ہوگا جو وقف کی شرائط کے مطابق خرچ ہوگا۔ ولو قال وهبت داری للمسجد او اعطیتها له صح ویکون تملیکا(تتارخانیہ)

(۳)۔ جو رقم یا چیز وقف کر دی جائے وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہوگی، کوئی اور اس کا مالک نہیں ہوگا، یعنی نہ ملازمین اس کے مالک ہوں گے، اور نہ کوئی اور۔

(۴)۔ جو حضرات اس نظام بنانے کے خواہش مند ہیں وہ باہم مشورے سے چندے کی اتنی مقدار طے کرلیں، جو وسعت سے زیادہ نہ ہو، اور چندہ لینے میں کوئی زبردستی نہ ہو، البتہ اگر کوئی اپنے طور پر زیادہ دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے۔

(۵)۔ مذکورہ رقم وقف کو دینے کے بعد چونکہ چندہ دہندگان کی ملکیت میں نہیں رہتی بلکہ وقف یا وقف کی ملکیت ہوگی، اس لئے اس پر زکوۃ لازم نہیں ہوگی، (نہ مالکان پر اور نہ اجتماعی چندہ پر) اسی طرح میراث بھی جاری نہیں ہوگی۔ ومنها الشرائط التی ترجع الی المال فمنها الملک فلا تجب الزکاة فی سوائم الوقف والخیل المسبلة لعدم الملک۔(بدائع)

Scanned by CamScanner

(۶)۔اور وقف کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے انتہاءً کسی ایسی مد متعین کی جائے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہو، مثلاً فقراء، مساکین، لہٰذا وقف کرتے وقت صراحت کردیں کہ جب یہ نظام ختم کرنا ہو تو اس میں موجود وقف اور وقف کی ملکیت کو کسی اور ایسے وقف یعنی مسجد اور مدرسہ وغیرہ میں صرف کردیا جائے جو باقی رہنے والا ہو۔ والحاصل: أنه لا خلاف عندنا في صحة الوقف مع عدم تعيين الموقوف عليه إذا ذكر لفظ التأبيد۔(شامی)

(۷)۔وقف کی حفاظت اور نگرانی کے لئے متولی ہونا بھی ضروری ہے، اور متولی اگر نیک، صالح، امانت دار، دیانت دار، عاقل، بالغ ہو اور اس میں وقف کو چلانے کی اہلیت بھی موجود ہو تو وہ بہتر ہے۔ شهدت كتاب عمر حين وقف وقفه انه في يده فاذا توفي فهو الى حفصة بنت عمر...الخ(احكام الاوقاف للخصاف)

(۸)مذکورہ نظام بناتے وقت مستند دارالافتاء یا کسی دیندار اور محتاط عالم دین سے مشاورت اور موقع بموقع رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے، تاکہ وقف کے غلط استعمال یا وقف کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھا جاسکے۔

مذکورہ بالا شرائط کی پابندی کرتے ہوئے وقف شدہ چندہ کا نظام بنانا ممنوع نہیں ہے، لیکن عموماً چونکہ شرائط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا لہٰذا مستقل اجتماعی ترتیب بنانے کے بجائے جنازے کے موقع پر اگر کچھ افراد جمع ہو کر اسی وقت وقتی اور عارضی طور پر جمع اور خرچ کا انتظام کرلیں تو یہ بہتر ہے۔

الدر المختار (4 / 339):

وصرف منفعتها على من أحب) ولو غنيا فيلزم، فلا يجوز له إبطاله ولا يورث عنه وعليه الفتوى ابن الكمال وابن الشحنة

وحاشية ابن عابدين (4 / 349):

(قوله: وعند أبي يوسف كالإعتاق) فلذلك لم يشترط القبض والإفراز. اهـ ح: أي فيلزم عنده بمجرد القول كالإعتاق بجامع إسقاط الملك..... (قوله: واختلف الترجيح)... لكن في الفتح أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين.

وحاشية ابن عابدين (4 / 350):

والحاصل: أنه لا خلاف عندنا في صحة الوقف مع عدم تعيين الموقوف عليه إذا ذكر لفظ التأبيد...واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد افنان محمد

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۸ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ

۱۴ اکتوبر ۲۰۱۳ء

Scanned by CamScanner